AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

فقہ العبادات میں قراءات متواترہ کے تفسیری اثرات اور فقہی استدلال

Exegetical Effects of Mutawātir Qirāʾāt and Juridical Reasoning in Fiqh al-ʿIbādāt

Muhammad Hammad Atta
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Lecturer Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, BGNU, Nankana Sahib
hammadatta595@gmail.com

Prof. Dr. Asim Naeem
Director, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, asimnaeem.is@pu.edu.pk

Abstract

This paper explores the profound relationship between the Qur'anic recitations (Qirāʾāt) and their impact on the interpretation and juridical reasoning within the realm of Islamic worship (Fiqh al-ʿIbādāt). The Qur'an, being the primary source of Islamic law, offers various modes of recitation, particularly the Mutawātir (canonical) Qirāʾāt, which have shaped the legal and theological understanding of key ritual practices. By examining classical tafsīr texts, the study identifies specific instances where the recitational variations elucidate meanings, resolve ambiguities, and reinforce divergent jurisprudential views on acts of worship such as ablution (wudu), prayer, fasting, and pilgrimage. The paper delves into the significance of these variations in providing clarity on legal rulings, offering insight into the dynamic interaction between Qur'anic interpretation and Islamic jurisprudence. Through an analysis of both applied and literary research methodologies, this study highlights how these Qirāʾāt contribute to the evolution of Islamic legal thought and facilitate a deeper understanding of worship practices. Ultimately, this work emphasizes the relevance of Qur'anic recitations in shaping the legal framework of worship and their continued role in contemporary Islamic scholarship.

Keywords: Qirāʾāt, Mutawātir Recitations, Fiqh al-ʿIbādāt, Exegetical Impact, Juridical Reasoning, Islamic Jurisprudence, Tafsīr

تمہید:

فقہ اسلامی کا اہم ترین ماخذ قرآن مجید ہے، جو نہ صرف دین کا رہنما اصول ہے بلکہ اسلامی قانون (فقہ) کی بنیاد بھی ہے۔ قرآن مجید کی تفصیل و تشریح کے لئے مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں، جن میں سب سے اہم طریقہ قراءات قرآنیہ (Qirāʾāt) ہے۔ قرآن مجید مختلف قراءات کے ذریعے مختلف قسم کی تلاوتوں میں نازل ہوا تاکہ مختلف زبانوں، لہجوں اور سماجی پس منظر رکھنے والے لوگ اسے آسانی سے سمجھ کر تلاوت کر سکیں۔ ان قراءات میں متواترہ قراءات (Mutawātir Qirāʾāt) وہ قراءات ہیں جو نقل و انتقال میں متفقہ طور پر منقول ہوئی ہیں اور ان کی حیثیت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ ان قراءات کی اہمیت نہ صرف قرآنی آیات کی تلاوت میں ہے بلکہ ان کا فقہی استنباط میں بھی اہم کردار ہے۔ قراءات کی مختلف قسمیں فقہ اسلامی میں اختلافات کو جنم دیتی ہیں، خاص طور پر عبادات کے معاملات میں جہاں ان اختلافات کا اثر فقہی احکام اور عملی عبادات کی نوعیت پر پڑتا ہے۔ مختلف قراءات کے ذریعے بعض آیات کی تفصیل یا وضاحت، فقہاء کے درمیان مختلف آراء کو تقویت دیتی ہے اور بعض فقہی احکام میں تبدیلی لاتی ہے۔ اس تحقیق کا مقصد قراءات متواترہ کے تفسیر میں اثرات اور ان کے فقہی استدلال کو سمجھنا ہے۔ مختلف تفاسیر کے ذریعے یہ معلوم کیا جائے گا کہ کس طرح قراءات کی مختلف روایات فقہی معاملات میں اختلافات کی وضاحت کرتی ہیں اور عبادات سے متعلق فقہی استنباط میں ان کا کیا کردار ہے۔ اس تحقیق میں قرآن مجید کی متواتر قراءات کی تفسیر کے ذریعے عبادات سے متعلق فقہی اصولوں اور احکام کی تشریح کی جائے گی، اور ان اختلافات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی فقہی آراء کو زیر بحث لایا جائے گا۔ یہ تحقیق نہ صرف اسلامی فقہ کے طلبہ کے لئے مفید ہو گی بلکہ وہ افراد بھی اس سے استفادہ کر سکیں گے جو قرآن کی مختلف قراءات کو سمجھنے اور ان کے فقہی اثرات پر غور کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

CC BY

تعارف

فقہ اسلامی کا اہم ترین اور اولین ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کی بہترین وضاحت فرقان حمید کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی بعض آیات دیگر آیات کی وضاحت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوگوں کی آسانی کے لیے سبع احرف پر نازل کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو مختلف طریقوں سے پڑھنا سکھایا ہے جو سبع احرف میں شامل ہے۔ تلاوت کے ان طریقوں کو قراءات کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید کے بعض مقامات دیگر مقامات کی وضاحت کرتے ہیں اسی طرح کچھ مقامات پر چند قراءات بھی دوسری قراءات کی وضاحت کرتی ہیں۔ اس مضمون میں منتخب تفاسیر کی روشنی میں کلام الٰہی کے ان مقامات کو ذکر کیا جایا جائے جہاں قراءات متواترہ ایک دوسرے کی وضاحت کرتی ہیں اور ان کی وجہ سے مختلف فقہی آراء کو تقویت ملتی ہے۔

اہمیت

فرقان حمید کو رحیم ذات نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔ امت کی آسانی کے لیے اس کو ایک سے زائد طریقوں سے تلاوت کی اجازت مراحمت فرمائی ہے۔ یہ قرآن مجید کی وضاحت میں اسی طرح معتبر ہیں جیسے ایک آیت کی تفسیر میں دوسری آیت معتبر ہے۔ قرآن مجید کی سب سے معتبر وضاحت وہی ہے جو خود قرآن مجید کرے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل ہے اور اللہ تعالیٰ کی مراد کو رب کریم سے زیادہ وضاحت کے ساتھ کوئی اور نہیں بیان کر سکتا۔ اس سے قراءات کی اہمیت نمایاں ہوتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام

اس موضوع سے ملتا جلتا بہت سا کام پہلے بھی ہو چکا ہے جو ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

- مجلہ بیان الحکمہ کے 2022ء کے شمارہ نمبر 8 میں ایک مضمون "قراءات قرآنیہ کے تفسیر اور فقہی احکام پر اثرات" کے عنوان سے سید مدثر علی گردازی، ڈاکٹر عبد الرحمٰن خان اور حفصہ فاطمہ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کے چار مقامات سے قراءات متواترہ اور شاذہ کی بنیاد پر ہونے والے فقہی اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ مگر میرے اس مضمون میں صرف قراءات متواترہ کی بنیاد پر عبادات میں رونما ہونے والے فقہی احکام کو ذکر کیا گیا ہے۔
- عربی میں ایک مضمون "اثر اختلاف القراءات علی الاحکام الفقهیۃ الواردۃ فی کتاب احکام القران للجصاص (من سورۃ الفاتحۃ الی سورۃ المآئدۃ) جمعا ودراسۃ وتوجیها" کے عنوان سے ڈاکٹر مہند بابکر موسی البدوی کا جنوری 2020ء میں المجلۃ العربیۃ للدراسات الاسلامیۃ والشرعیۃ کی جلد رابع میں کے نمبر 10 میں چھپا ہے۔ اس میں صرف سورۃ المآئدۃ تک کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے لیکن میرے اس مضمون میں مزید سورتوں سے مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔
- ڈاکٹر نبیلہ فلک صاحبہ کا ایک آرٹیکل "قراءات قرآنیہ کے فقہ پر اثرات کا جائزہ" کے عنوان سے سہ ماہی تناظر میں والیم نمبر 4، ایشو نمبر 3، میں اکتوبر تا دسمبر 2023ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے قراءات کے بارے فقہاء کی آراء، قراءات متواترۃ اور شاذہ سے فقہی اثرات کی چند مثالیں بیان کی ہیں۔
- قراءات کے مختلف موضوعات پر ماہنامہ رشد لاہور سے اب تک چھ قراءات نمبر نکل چکے ہیں جن میں قراءات کے مختلف پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں۔

قراءات سے متعلق چند کتب کے نام بھی ذیل میں موجود ہیں جن میں اس موضوع سے متعلق معلومات تحریر کی گئی ہیں۔

- اختلاف القراءات واثرہ فی التفسیر واستنباط الاحکام از ڈاکٹر عبد الهادی بن عبد اللہ حمیتو، یہ کتاب بحرین سے شائع ہوئی ہے۔
- القراءات واثرها فی اختلاف الفقهاء از عیسی خیری الجعبری
- القراءات القرآنیۃ وتوجیهها فی تفسیر الرازی از سفیان موسی ابراہیم خلیل۔ یہ ماجستیر (ایم فل) کا مقالہ ہے۔
- القراءات المتواترۃ واثرها فی اللغۃ العربیۃ والاحکام الشرعیۃ والرسم القرآنی۔ یہ محمد الحبش کا مقالہ ہے۔
- علم القراءات نشاتہ، اطوارہ، اثرہ فی علوم الشرعیۃ۔ یہ ڈاکٹر نبیل بن محمد ابراہیم کی کتاب ہے جو جامعہ محمد بن سعود الاسلامیہ کے استاذ ہیں۔ یہ کتاب مکتبۃ التوبۃ الریاض سے سن 2000ء میں شائع ہوئی۔

یہ چند کتب اور مضامین کا ذکر کیا گیا ہے جو مجھے معلوم ہو سکے ہیں۔ میں نے قراءات شاذہ سے متعلق کتب وغیرہ کو یہاں ذکر نہیں کیا کیوں کہ میرا موضوع قراءات قرآنیہ (متواترہ) سے متعلق ہے۔

OPEN ACCESS

قراءات کی تعریف

علامہ دانی نے علم قراءات کی تعریف یوں نقل کی ہے:هي علمٌ بكيفيّة أداءكلمات القرآن و اختلافها، معزوا لناقله[1] (یہ ناقلین کی طرف نسبت کرتے ہوئے قرآن مجید کے کلمات کی ادائیگی اور ان کے اختلاف کی کیفیت کا علم ہے)۔

قراءات قرآنیہ کے فقہ العبادات پر اثرات

قرآن مجید کی بہترین تفسیر قرآن مجید سے کی جانے والی تفسیر شمار ہوتی ہے۔ اگر متکلم اپنے کلام کی خود وضاحت کرے تو یہ سب سے معتبر وضاحت شمار ہو گی۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی سب سے بہترین تفسیر بھی وہی ہو گی جو کلام اللہ سے ہو۔ گزشتہ ابواب میں اس بات پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے کہ قراءات قرآنیہ منزل من اللہ اور قرآن مجید کا حصہ ہیں۔ اس لیے اگر ایک قراءت کی دوسری قراءات یا ایک روایت کی دوسری روایت کے ساتھ وضاحت کی جائے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک قراءات یا ایک روایت کی ہی ایک آیت کی وضاحت کسی دوسری آیت کے ساتھ کی جائے۔ اس فصل میں مختلف تفاسیر سے ایسی مثالیں ذکر کی جائیں گی جہاں عبادات کے بارے مختلف فقہاء کی فقہی آراء کو تقویت دینے میں قراءات سے استدلال کیا گیا ہے۔

1۔ وضوء میں پاؤں پر مسح کا مسئلہ

سورۃ المآئدۃ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا----------[2]۔

اختلافِ قراءات

اس آیت میں لفظ أَرْجُلَكُمْ میں قراء کا اختلاف ہے۔ آئمہ قراءات میں سے نافع، ابن عامر، حفص، کسائی اور یعقوب

نے اس لفظ کو لام پر زبر کے ساتھ اور باقی قراء نے لام کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے[3]۔

فقہی اثرات

اس لفظ أرجلکم کو لام کے زبر کے ساتھ پڑھیں تو اس کا عطف أیدیکم پر ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح ہو گا کہ اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھویا جائے گا۔ اس قراءت سے وضوء میں پاؤں دھونا فرض قرار دیا جائے گا اور اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے۔ لفظ أرجلکم کو لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا عطف بِرُءُوسِكُمْ پر ہے۔ اس کا ترجمہ پاوں پر مسح کرنا ہو گا جو شیعہ اور امامیہ فرقہ کا مذہب ہے۔ یہ پاوں کو دھونے کی بجائے ان پر مسح کرنے کو فرض کہتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک درج بالا دونوں قراءات متواتر ہیں اور دو قراءات دو آیات کی طرح ہیں۔ اگر دونوں آیات کو درست مانا جائے تو اس سے یہ تعارض محسوس ہوتا ہے کہ ایک ہی عضو وضوء کے بارے دو حکم "دھونا اور مسح کرنا" اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیک وقت کیسے مطلوب ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح ایک ہی چیز کے بارے ایک ہی وقت میں دو حکم تو پورے نہیں کیے جا سکتے؟ اس تعارض کو رفع کرنے کے لیے مفسرین اور علماء نے جو چیزیں ذکر کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جر والی قراءت کے معنی سے مسح رجلین ثابت ہوتا ہے جس سے مراد غسل خفیف ہے کیوں کہ لغت میں مسح کا اطلاق غسل خفیف پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح امام قرطبی نے ابو زید انصاری سے نقل کیا ہے کہ اہل عرب نماز کے لیے تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ بولتے ہیں[4]۔

شیخ الاسلام بن تیمیہ فرماتے ہیں کہ لغت عرب میں لفظ مسح بمنزلہ جنس عام کے ہے۔ اس کے تحت دو قسمیں مندرج ہیں ایک اسالہ یعنی پانی بہانا اور دوسرے بغیر اسالہ یعنی پانی بہائے بغیر تر ہاتھ پھیر لینا۔ اصل لغت کے اعتبار سے لفظ مسح عرفی مسح اور غسل دونوں کو شامل ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے لفظ حیوان اصل لغت کے لحاظ سے انسان کو بھی شامل ہے لیکن عرف میں غیر انسان کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس طرح لفظ مسح کو سمجھو کہ وہ اصل لغت میں عرفی مسح اور غسل (دھونے) دونوں کو شامل ہے۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے وامسحوا کے تحت دو چیزوں کو ذکر کیا ہے۔ ایک رؤسکم یعنی سر کو جس میں مسح سے عرفی معنی مراد ہیں اور دوسرا وارجلکم اس میں مسح سے مراد غسل اور اسالہ یعنی دھونے اور پانی بہانے کے معنی مراد ہیں[5]۔

امام شافعی نے زیر والی قراءت کی ایک توجیہ یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ حکم (پاوں پر مسح کرنا) اس وقت ہے جب پاوں پر خفین ہوں[6]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زبر والی قراءت کے معنی پاوں دھونا کا اطلاق اس وقت ہو گا جب پاوں ننگے یا ان پر خفین نہ ہوں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تفسیر میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا ہے پاوں کو سر کے مسح کے بعد لانے میں یہ اشارہ ہو گا کہ پاوں کو دھونے میں عام عادت کی بنا پر پانی میں اسراف نہ کیا جائے[7]۔

2۔ عورت کو چھونے سے وضوء کا مسئلہ

CC BY

سورۃ النساءمیں فرمان باری تعالیٰ ہے۔-------وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ

لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا[8]۔

اختلافِ قراءات

اس آیت میں لفظ لَامَسْتُم میں قراء کا اختلاف ہے۔ اس لفظ کو قراء سبعہ میں سے امام حمزہ کوفی اور امام کسائی کے علاوہ قراء ثلاثہ میں سے امام خلف نے لام کے بعد الف کے بغیر لَمَسْتُم پڑھا ہے۔ ان تین آئمہ کے علاوہ باقی آئمہ قراءات نے لَامَسْتُمْ پڑھا ہے[9]۔

فقہی اثرات

قراء کے اس اختلاف کا اثر اس آیت کے معنی پر ہونے کی وجہ سے فقہاء کا بھی مسئلہ کے استنباط میں اختلاف ہوا جس کے بارے مولانا ادریس کاندھلوی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ آیت أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ میں آئمہ تفسیر کے دو قول ہیں۔ حضرت علی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، قتادہ، مجاہد، حسن بصری اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ملامستہ نساء (عورتوں کو چھونے سے) صحبت اور جماع مراد ہے۔ عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، شعبی، نخعی اور امام شافعی کے نزدیک ایک جسم کا دوسرے جسم سے اتصال یعنی لگ جانا مراد ہے خواہ جماع سے یا بغیر جماع کے۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ فریق اول کے نزدیک عورت کو محض چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور فریق ثانی کے نزدیک عورت کو محض چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے[10]۔

3۔ مقام ابراہیم پر نماز کا مسئلہ

سورۃ البقرۃ میں فرمان باری تعالیٰ ہےوَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ[11]۔

اختلافِ قراءات

اس آیت میں لفظ وَاتَّخِذُوا میں قراءات کا اختلاف ہے۔ قراء عشرہ میں سے امام نافع اور ابن عامر الشامی اس لفظ کو خ کے زبر کے ساتھ اور باقی قراء زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں[12]۔ اس قراءات کے اختلاف کی وجہ سے مقام ابراہیم[13] پر نماز کے حکم کے بارے فقہاء کا اختلاف ہے۔

فقہی اثرات

صاحب تفسیر سراج منیر اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: آپ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مقام ابراہیم نماز کے لیے جگہ ہے۔ اس میں دو رکعت پڑھنا فرض ہے اور بعض علماء نے اس پر اختلاف کرتے ہوئے ان کو سنت کہا ہے۔ بعض کا موقف یہ ہے کہ اگر نفلی طواف کے بعد نماز پڑھ لی جائے تو وہ سنت ہو گی۔ امام شافعی نے اس نماز کو فرض کہا ہے کیوں کہ وَاتَّخِذُوا کے اندر امر ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ جنھوں نے اس نماز کو پڑھنا سنت کہا ہے تو انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی نے دریافت کیا کہ دو رکعت کے علاوہ میرے لیے کچھ اور بھی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا اور کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ تو اپنی طرف سے کر لے۔ حضرت امام باقرؒ اسی حدیث کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ جو میں نے پہلے احادیث بیان کی ہیں ان میں ظاہری دلالت موجود ہے اور اس کے اندر ظاہر نہیں ہے۔ جب کہ ظاہر موجود ہو تو مبہم سے استدلال کرنا درست نہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ ظاہر امر پر دلالت کرتی ہیں اور امر بھی وجوب کو چاہتا ہے۔ اگر چہ نفل یا طواف نفل یا مثل طواف لزوم ہوں تو یہ دونوں رکعتیں سنت ہیں۔ امام اعظم سے بھی یہی روایات منقول ہیں۔ امام صاحب کی جو روایات ہیں ان میں کوئی ایسی حدیث نہیں جو حد تواتر ہو لیکن وہ مشہور ہیں[14]۔

4۔ قیام اللیل کا معاملہ

سورۃ المزمل میں رب کریم فرماتے ہیںإِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ---[15]

اختلافِ قراءات

اس آیت میں لفظ نصفه اور ثلثه میں قراء کا اختلاف ہے۔ ان الفاظ کو قراء عشرہ میں سے ابن کثیر، عاصم، حمزہ، کسائی اور خلف العاشر نے فا اور ثاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ باقی قراء ان دونوں حروف کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں[16]۔

فقہی اثرات

CC BY

اگر ان الفاظ پر زیر والی قراءت پڑھیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو

تہائی، آدھی اور ایک تہائی رات کے قریب قیام کرتے تھے۔اسی طرح اگر زبر والی قراءت کے مطابق پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو تہائی رات کے قریب، آدھی رات اور ایک تہائی رات قیام کرتے تھے۔ قراءات کے اس اختلاف کا یہ اثر ہو سکتا ہے کہ دو تہائی رات سے زائد اور ایک تہائی رات سے کم بھی قیام کیا جا سکتا ہے۔ یہ معنی زیر والی قراءت سے ماخوذ ہو سکتا ہے کہ ایک تہائی سے کم مقدار میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ زبر والی قراءت سے یہ معنی ماخوذ ہوتا ہے کہ قیام اللیل کی کم از کم مقدار ایک تہائی رات ہونی چاہیے۔

5۔روزوں کے فدیہ کی تقسیم کا مسئلہ

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[17]۔

اختلافِ قراءات

اس آیت میں نافع، ابن ذکوان اور ابو جعفر نے فِدْيَةُ طَعَامِ مَسَاكِينَ، ہشام نے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ اور باقیوں نے فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ پڑھا ہے[18]۔

فقہی اثرات

بیمار یا معذور افراد کی طرف سے رمضان کے روزوں کا جو فدیہ دینا ہے وہ پورے مہینے یا مہینے کے چند ایام کا کفارہ دینا ہو گا۔ اگر تو ایک دن کا فدیہ دینا ہو تو پھر تو ایک ہی مسکین کو فدیہ دے دیا جائے گا۔ اگر پورے مہینے یا ایک سے زائد ایام کا فدیہ دینا ہو تو ایک سے زائد مساکین کو فدیہ دیا جائے یا صرف ایک ہی مسکین کو پورا مہینہ کھانا کھلایا جائے؟ یہاں پر قراءات کے اختلاف کا یہ فائدہ ہے کہ اگر لفظ مسکین میں واحد والی قراءت لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ایک ہی مسکین کو پورا مہینہ فدیہ دیا جائے۔ لیکن اس میں یہ امکان ہے کہ کسی شخص کو یہ وہم ہو جائے کہ ایک ہی شخص کو کسی مجبوری کی وجہ سے فدیہ نہ دیا جا سکے جس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اس لیے یہاں لفظ مسکین میں جمع والی قراءت کو لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سے زائد مساکین کو بھی فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ زائد مساکین کو چاہے الگ الگ ایام میں فدیہ دیا جائے یا ایک ہی مرتبہ دے دیا جائے۔ اس میں ایک طرح سے امت کے لیے وسعت بھی ہے جو یہاں متواتر قراءات سے ہمیں معلوم ہوتی ہے۔ البتہ ہمارے ہاں کچھ لوگ ایک ہی فرد کو پورے مہینے کا فدیہ ایک ہی مرتبہ دے دیتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں البتہ ہر روزے کا فدیہ کھانے کی صورت میں دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

6۔حالت احرام میں شکار کا کفارہ

سورۃ المائدۃ میں فرمان الٰہی ہے﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ

مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾[19]۔

اختلافِ قراءات

اس آیت میں دو مقامات پر قراء کا اختلاف ہے۔ پہلا مقام فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ لفظ فَجَزَاءٌ اور مِثْلُ ہیں دوسرا مقام كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ میں لفظ كَفَّارَةٌ اور طَعَامُ ہیں۔ پہلے مقام پر کوفیوں اور امام یعقوب نے لفظ فَجَزَاء کو تنوین اور لفظ مِثْل کو پیش کے ساتھ پڑھا ہے۔ باقی قراء نے لفظ فَجَزَاء کو تنوین کے بغیر ایک پیش کے ساتھ اور لفظ مِثْل کو لام کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام میں لفظ كَفَّارَة کو امام نافع، ابو جعفر اور ابن عامر شامی نے تنوین کے بغیر اور

لفظ طَعَام کو میم کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے۔ باقیوں نے لفظ كَفَّارَة کو تنوین اور لفظ طَعَام کو میم پر پیش کے ساتھ پڑھا ہے[20]۔

فقہی اثرات

اس آیت میں کئی مسائل ایسے ہیں جن کے بارے فقہاء کا اختلاف ہے لیکن ہم یہاں انہیں مسائل کا مطالعہ کریں گے جن کا تعلق قراءات کے اختلاف کے ساتھ ہے۔ ان میں سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جو جانور حالت احرام میں قتل کر دیا گیا اس کا کفارہ اس جیسا جانور ہی دینا ہو گا یا اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے؟ امام شافعی، امام مالک، امام احمد اور جمہور کا قول ہے کہ جب شکار کا مثل کوئی جانور چوپایوں میں موجود ہو تو وہی اس کے بدلے میں دینا ہو گا[21]۔ ان کا یہ قول کوفیوں اور یعقوب کی قراءت کے مطابق ہے۔ ان کی قراءت میں فَجَزَاءٌ اور مِثْلُ مبتداء اور خبر ہیں، اصل عبارت فَجَزَاءُ ذٰلِکَ الْفِعْلِ مِثْلُ مَا قُتِلَ ہو گی۔ امام ابو حنیفہ کا اس مسئلہ میں یہ موقف ہے کہ اگر شکار کیے گئے جانور کے مثل کوئی جانور ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں قیمت دینی پڑے گی۔ البتہ اس محرم شکاری

کو اختیار ہو گا کہ وہ خواہ اس قیمت کو صدقہ کر دے خواہ اس سے قربانی کا کوئی جانور خرید لے[22]۔ امام ابو حنیفہ کا موقف لفظ فَجَزَاءٌ کے مضاف ہونے والی قراءت کے مطابق ہے۔ کوئی بھی چیز اپنی مثل کی جانب مضاف ہوتی ہے اس لیے یہاں اس کے مطابق فدیہ دیا جائے گا۔

دونوں قراءات کا نتیجہ یہ ہے کہ کوفیوں کی قراءت کے مطابق شکار کی صورت میں اسی کے مثل فدیہ دیا جانا ضروری ہے جبکہ باقی قراء کی قراءت کے مطابق قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ اس آیت میں دوسرے مقام کے بارے جو قراء کا اختلاف ہے اس کا علماء فقہ کے اقوال پر اثر نہیں ہے۔ وہاں مقدار طعام پر اختلاف ہے جو قراءات سے متعلق نہیں اس لیے اس کو یہاں ذکر نہیں کیا جائے گا۔ پہلے مقام والا مسئلہ بھی اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حج یا عمرہ جیسے عظیم عمل کے سفر کے دوران پیش آ سکتا ہے اس لیے اس کو متعلق حج و عمرہ کے طور پر ذکر کیا ہے۔

7۔حج میں میل کچیل دور کرنا

غفور رحیم ذات کا سورۃ الحج میں فرمان ذی شان ہے ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ[23]۔

اختلافِ قراءات

اس آیت میں لفظ ثُمَّ لْيَقْضُوا کے لام کے اعراب کے بارے قراء کا اختلاف ہے۔ اس کو ورش، قنبل، ابو عمرو اور ابن عامر نے لام کے کسرہ اور باقی نے لام کے اسکان کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابن ذکوان نے وَلْيُوفُوا اور وَلْيَطَّوَّفُوا کو لام کی زیر اور باقی نے لام کے سکون کے ساتھ پڑھا ہے۔ شعبہ نے وَلْيُوفُوا کو واو پر زبر اور فاء کو تشدید اور باقیوں نے واو پر سکون اور فاء پر پیش بدون تشدید پڑھا ہے[24]۔

فقہی اثرات

اس آیت میں اگر لام کے اسکان والی قراءت لیں جس سے یہ لام امر بنتا ہے تو اس آیت کا وہ معنی بنتا ہے جو اکثر مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ معارف القرآن میں بھی کاندھلوی صاحب فرماتے ہیں: پھر قربانی کے بعد اپنے بدن کا میل کچیل دور کریں۔ یعنی احرام کھول دیں، سر کے بال منڈوائیں، ناخن ترشوائیں، بغلوں کے بال صاف کریں اور مونچھیں کتروائیں۔ اس کے لیے دس ذی الحجہ کی تاریخ مقرر ہے۔ ہدی ذبح کرنے کے بعد ان میلوں کو دور کریں اور احرام سے باہر ہو جائیں۔ اپنی نذریں پوری کریں، اللہ کے لیے جو منتیں مانی ہوں ان کو پورا کریں۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ نذور سے مناسک حج اور واجبات حج مراد ہیں۔ جب سے احرام باندھا اور لبیک اللھم لبیک کہا تھا اس وقت سے بالوں کو کٹوانا اور ناخنوں کو ترشوانا ممنوع ہو گیا تھا۔ اس مدت میں بدن پر میل کچیل چڑھ گیا تھا۔ جب دس ذی الحجہ کو قربانی کر کے احرام ختم ہوا تو حکم ہوا کہ اب حجامت بنواؤ اور بدن کا میل کچیل دور کرو۔ غسل کرو، خوشبو لگاؤ اور اپنی منتیں پوری کرو۔ اس کے بعد انہی مخصوص ایام میں خانہ کعبہ کا طواف کریں جس طواف افاضہ / طواف زیارت کہلاتا ہے اور فرض ہے[25]۔

اگر ورش وغیرہ کی قراءت کو لیا جائے تو اس کے مطابق لام مکسور ہے جو غایت یا مقصد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ حج کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے بعد بھی اپنی میل کچیل (گناہوں کی گندگی) کو اپنے سے دور کرو۔ اپنی نذریں اللہ تعالیٰ کے لیے پوری کرو اور حج کے بعد بھی بیت اللہ کا طواف کرتے رہا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ حج کے بعد دوبارہ طواف کے لیے آنے کی زحمت ہی نہ کرو۔ اس بات کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے دور حکومت میں جاری کیا تھا کہ ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ نہ کیا جائے۔ اس فیصلے سے ان کا مقصد بھی یہ تھا کہ لوگ بار بار طواف کے لیے حاضر ہوں اور یہ گھر آباد رہے۔

8۔حج میں رفث سے بچنے کا حکم

سورۃ البقرۃ میں ارشاد الٰہی ہے الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ---[26]

اختلاف قراءات

اس میں لفظ فَلَا رَفَثَ کو قراء عشرہ میں سے عبد اللہ بن کثیر مکی، ابو عمرو بصری اور یعقوب نے ثاء کو رفع کی تنوین کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابو جعفر نے تنوین کے بغیر رفع پڑھا ہے۔ باقی قراء نے اس کو ثاء کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے[27]۔

فقہی اثرات

OPEN ACCESS

رفث کے معنی میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ تفسیر مظہری میں اس کے معنی میں زجاج کا قول منقول ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو مرد عورت سے چاہتا ہے۔ بعض نے اس سے مراد فحش اور بری بات کو لیا ہے[28]۔ تفسیر ابن کثیر میں اس لفظ سے مراد جماع اور اس کے مقدمات لیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے مردوں کی محفل میں بھی ان چیزوں کو ذکر کرنے کو رفث کے معنی میں شامل کیا ہے۔[29]

اب اس لفظ میں موجود قراءات میں سے اگر پیش والی قراءت لی جائے تو اس صورت میں یہ لا نفی یا مشابہ بالفعل ہو گا۔ یعنی جماع یا اس سے متعلقات اگرچہ منع تو ہوں گے لیکن اس منع میں تاکید نہیں ہو گی۔ اگر رفث پر زبر والی قراءت لی جائے تو اس صورت میں یہ لا نفی جنس بن جائے گا۔ جس سے معنوی پختگی زیادہ ہو جائے گی۔ پہلی قراءت کے مطابق اگر کسی سے کوئی رفث (نازیبا یا فحش گوئی) والی بات ہو جائے چاہے صرف مردوں کے سامنے ہو تو اس میں کچھ رخصت ہو سکتی ہے۔ رخصت اس معنی میں ہو گی کہ اس کا مکمل حج ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہے۔ دوسری قراءت میں یہ گنجائش بالکل بھی نہیں ہے اور ایسی کسی بات سے اس کی حج کے ضیاع کا خدشہ لاحق ہو جائے گا۔

9۔ صدقہ کرنے کا مسئلہ

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا

أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ۔[30]

اختلافِ قراءات

اس آیت میں لفظ قُلِ الْعَفْوَ میں قراء کرام کا اختلاف ہے۔ الْعَفْوُ کو امام ابو عمرو البصری نے واو پر پیش کے ساتھ الْعَفْوُ اور باقی قراء نے واو پر زبر کے ساتھ الْعَفْوَ پڑھا ہے[31]۔

فقہی اثرات

تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ دو قراءات ٹھیک ہیں اور معنی قریب قریب و متفق ہو سکتے ہیں[32]۔ البتہ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس کے بارے باریک نکتہ بیان کیا ہے کہ زبر والی قراءت ہو تو مراد ہے کہ ضرورت سے زائد کو خرچ کرو۔ اگر پیش والی قراءت کو لیا جائے تو اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ جو یہ خرچ کریں وہی عفو ہے[33]۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ لفظ عفو سے کیا مراد لیا جائے گا؟ عطاء، سدی اور قتادہ تینوں کا یہ قول ہے کہ عفو سے مراد حاجت سے زائد مال ہے۔ اسی آیت کے حکم کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ یہ حالت تھی کہ وہ جو مال کماتے اس میں سے اپنے خرچ کے موافق رکھ کر باقی خیرات کر دیتے تھے[34]۔ یہ مراد العفو کی واو پر زبر کی قراءت کے موافق ہے۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عفو کے معنی اوسط درجہ کے ہیں یعنی نہ اسراف ہو اور نہ بخل ہو۔ یہ معنی پیش والی قراءت کے موافق ہو سکتا ہے۔ طاؤس کہتے ہیں کہ عفو سے یہ ہے کہ جو جسے آسان ہو اور یہی مطلب اللہ تعالیٰ کے قول خذ العفو کا ہے۔ یعنی جو لوگوں کو عادۃً دینا آسان ہو تم وہی لے لو۔ چنانچہ آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہی خرچ کرے جو جسے آسان ہو اور جس کے خرچ کرنے سے تکلیف میں نہ پڑے[35]۔

اس لفظ عفو کے بارے تفصیلی بحث تحریر کرنے کے بعد قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ احوال اور اشخاص کے مختلف ہونے کے باعث حکم بھی مختلف ہو جاتا ہے۔ اس لیے جو شخص ایسا ہو کہ اپنا سارا مال خیرات کر دینے کے بعد لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے اور فقر و فاقہ پر صبر نہ کر سکے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنا سارا مال خیرات کر دے۔ جو شخص صبر کر سکے اور لوگوں کے حقوق بھی اس کے ذمہ نہ ہوں تو اس کے حق میں راہ خدا میں کرنا ہی افضل ہے۔ لوگوں کے حقوق یعنی قرض، متعلقین اور خادم کا خرچ اجنبی پر خیرات کرنے سے یقینی مقدم ہے کیوں کہ وہ فرض اور یہ صدقہ نفل ہے۔ جس نے زاہد بن کر رہنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح زندگی گزارنا اپنے اوپر لازم سمجھ لیا ہو جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل صفہ اور صوفیوں میں اہل خانقاہ تھے، تو اس کو حاجت سے زیادہ چیز اپنے لیے رکھنا مکروہ ہے۔[36]

خلاصہ بحث

قرآن مجید کی مختلف آیات کی طرح، اس کی قراءات بھی معانی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ہر قراءت اپنے اندر ایک خاص نوعیت کی تفصیل یا وضاحت فراہم کرتی ہے، جس طرح ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے، ویسے ہی ایک قراءت دوسری قراءت کے ذریعے اپنی وضاحت پاتی ہے۔ یہ تضاد یا اختلافات نہ صرف قرآن کے معنی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں بلکہ فقہی استدلال میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس تحقیق میں ان مسائل کو تفصیل سے زیر بحث لایا گیا ہے جن میں مختلف قراءات کی وضاحت سے فقہی مسائل میں اہمیت پیدا ہوئی ہے۔ جب ایک قراءت کا مفہوم دوسری قراءت سے واضح ہوتا ہے، تو یہ فقہاء کی مختلف آراء اور فقہی احکام میں تقویت کا سبب بنتا ہے۔ اس فصل میں منتخب تفاسیر کی مدد سے ان مخصوص مقامات کا جائزہ لیا گیا ہے جہاں متواتر قراءات کے اختلاف نے نہ صرف قرآن کے معنی کی تفصیل میں مدد دی بلکہ فقہی احکام کو بھی زیادہ مضبوط اور واضح کیا ہے۔

CC BY

یہ تحقیق اس بات کو اجاگر کرتی ہے کہ قرآن کی مختلف قراءات، ان کی تلاوت کی نوعیت، اور ان کے فقہی اثرات میں ایک گہرا تعلق ہے۔ یہ اختلافات مختلف فقہی اقوال کی تشریح و تفصیل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ کیسے متواتر قراءات قرآن مجید کی تفسیر میں جدید فقہی استنباطات کے لئے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ نتیجتاً، اس فصل میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قراءات کی تفصیل اور ان کے فقہی اثرات کی سمجھ سے نہ صرف قرآن کی تفسیر میں مدد ملتی ہے بلکہ اسلامی فقہ کی دقتوں کا حل بھی ممکن ہوتا ہے، خاص طور پر عبادات کے فقہی مسائل میں۔ اس تحقیق کا مقصد قراءات کی اہمیت کو سمجھنا اور یہ دکھانا تھا کہ یہ اختلافات قرآن مجید کے فہم میں کس طرح معاون ثابت ہوتے ہیں، اور کس طرح مختلف فقہی آراء ان قراءات سے مستفید ہو کر اپنے استدلالات کو مزید مستحکم کرتی ہیں۔

حوالہ جات

---

[1]۔ الدانی، ابو عمرو عثمان بن السعید، علامہ، التیسیر فی القراءات السبع، (حائل: دار الأندلس للنشر والتوزیع، 2015ء)، ص18، 19

2۔ المآئدۃ5، آیت نمبر6

[3]۔ عبد الفتاح بن عبد الغنی، القاضی، البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیھھا من لغۃ العرب، (بیروت: دار الکتاب العربی، 1981ء)، ص 89

[4]۔ کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن، (شہدادپور: مکتبۃ المعارف، 1422ھ)، ج2، ص451، 452

[5]۔ مصدر سابق، ص453، صاحب کتاب نے امام ابن تیمیہ کا موقف ان کی کتاب کی منہاج السنہ سے خلاصۃ نقل کرنے کا دعویٰ کیا ہے لیکن راقم کو منہاج السنہ لابن تیمیہ سے یہ بحث نہیں مل سکی۔

[6]۔ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، امام، تفسیر القرآن العظیم، (لاہور: فقہ الحدیث پبلیکیشنز، 2009ء)، ج2، ص372

[7]۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، بیان القرآن، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن)، ج1، ص452

8۔ سورۃ النسآء4، آیت نمبر43

9۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیھھا من لغۃ العرب، ص80

10۔ کاندھلوی، معارف القرآن، ج2، ص217

[11]۔ البقرۃ2، آیت نمبر125

12۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیھھا من لغۃ العرب، ص40

[13]۔ بیت اللہ کے دروازے سے حطیم کی جانب ہٹ کر ایک پتھر ہے جس پر روایات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک نقش ہیں جسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے۔ یہاں طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنے کے بارے فقہاء کا اختلاف ہے۔

14۔ رضوی، غلام حسین مصطفیٰ رضا رازی قادری، حافظ، تفسیر سراج منیر، (لاہور، مغل دار الکتاب، س ن) ج1، ص692

[15]۔ المزمل73: آیت نمبر20

[16]۔ محمد سالم محیسن، الہادی شرح طیبۃ النشر فی القراءات العشر، (بیروت: دار الجیل، 1997ء)، ج3، ص312

[17]۔ البقرۃ2: آیت نمبر184

[18]۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیھھا من لغۃ العرب، ص45

19۔ المآئدۃ5، آیت نمبر95

20۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیھھا من لغۃ العرب، ص96

21۔ تفسیر القرآن العظیم، ج2، ص485

22۔ نفس مصدر

[23]۔ الحج22: آیت نمبر29

[24]۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیھھا من لغۃ العرب، ص215

[25]۔ کاندھلوی، معارف القرآن، ج5، ص301

[26]۔ البقرۃ 2: آیت نمبر197

[27]۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیہھا من لغۃ العرب، ص47

[28]۔ ثناءاللہ پانی پتی، علامہ، قاضی، تفسیر مظہری، (کراچی: دارالاشاعت، 1999ء)، ج1، ص280

[29]۔ تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص395

30۔ البقرۃ2: آیت نمبر219

[31]۔ البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقی الشاطبیۃ والدرۃ، القراءات الشاذۃ وتوجیہھا من لغۃ العرب، ص49

[32]۔ تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص426

[33]۔ تفسیر مظہری، ج1، ص319

[34]۔ مصدر سابق، ص320

[35]۔ نفس مصدر۔

[36]۔ تفسیر مظہری، ج1، ص321

OPEN ACCESS